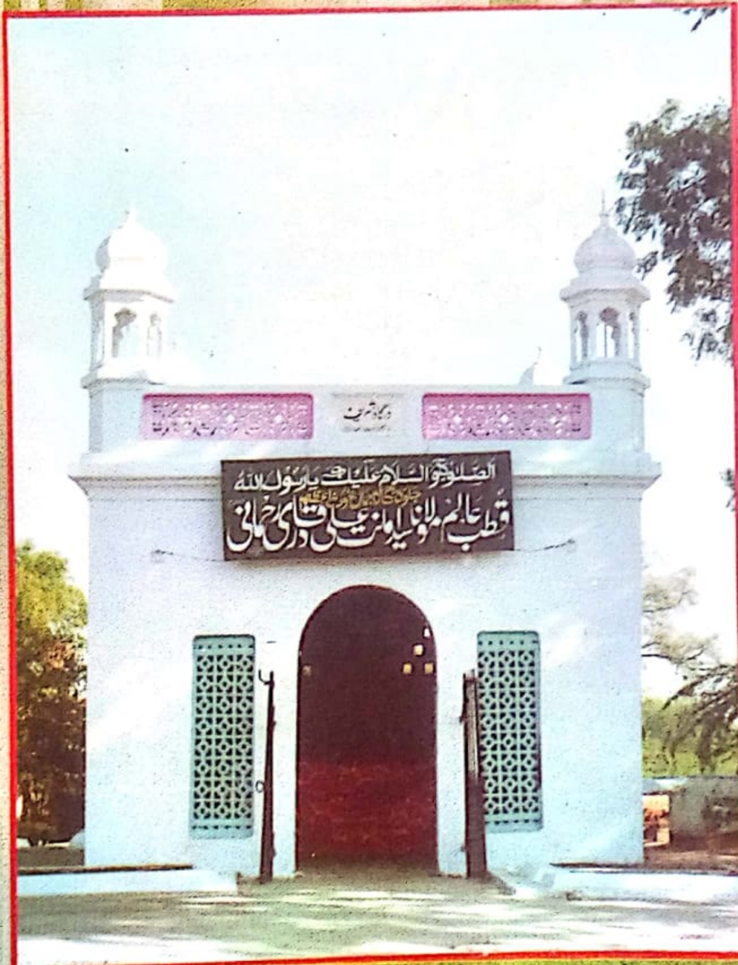
۷۸۶
۹۲

(با اضافہ شدہ)

اشعارِ ربانی



سیاح ایشائی

حضرت علامہ سید مظہر ربانی مدظلہ العالی

الناشر سید راشد میاں (افسر ربانی)

اشعارِ ربانی

حضرت قبلہ والد ماجد سیاح ایشیا خطیب الہند علامہ سید مظہر ربانی صاحب مدظلہ العالی

کی

حمد و نعت اور نظم و غزلیات وغیرہا

کا

مجموعہ

○

الناشر:

سید راشد میاں افسر ربانی

نام کتاب ــــــــــــــــ اشعار ربّانی
کلام ــــــــــــــــ سیّد مظہر ربّانی
تعدادِ اشاعت دُوسرا ایڈیشن ــــــــــــــــ ایک ہزار
سنِ اشاعت ــــــــــــــــ سنہ ۲۰۰۰ء
کِتابت ــــــــــــــــ محمّد الیاس لکھنؤی
طباعت ــــــــــــــــ آفسٹ، لکھنؤ
قیمت ــــــــــــــــ

ناشر:

پیرزادہ سیّد راشد میاں (افسر ربّانی)
ربّانی دارُالاِشاعت
علی گنج باندہ، یوپی ۲۱۰۰۰۱

فون نمبر ۲۷۸۲۸/۲۶۷۸۴ ــــ ایس، ٹی، ڈی ۰۵۱۹۲

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسجد

بامِ فردوس سے بالا ہے بناءِ مسجد
عرشِ اعظم سے بھی اعلیٰ ہے فضاءِ مسجد
قبر میں حشر میں شافع ہے گنہ گاروں کی
مشعلِ ہر دوسرا شمعِ ضیاءِ مسجد"

باقی

ہر چیز فنا، ہر جان فنا
ہر لمحہ فنا، ہر آن فنا
باقی ہی فقط اِک باقی ہے
مظہر ہے ہر اِنس وجان فنا

اللہ بہت بڑا ہے

یہ عرش پر لکھا ہے، اللہ بہت بڑا ہے
حوروں کی یہ ندا ہے اللہ بہت بڑا ہے
وردِ ملائکہ ہے، اللہ بہت بڑا ہے
خود قولِ انبیاء ہے، اللہ بہت بڑا ہے
ہر نفس جانتا ہے اللہ بہت بڑا ہے

مولا کی کبریائی، قرآں سے آشکارا
حمد و ثنا کی سورت، تسبیح کا سپارا
ہر حرف کر رہا ہے تکبیر کا اشارا
رب کی بڑائیوں سے پُر ہے کلام سارا
ہر لفظ کہہ رہا ہے، اللہ بہت بڑا ہے

جھیلوں کی یہ خموشی، دریا کی یہ روانی
پھولوں کی مسکراہٹ" کلیوں کی شادمانی
سبزہ پہ لوٹتی ہے "گلزار کی جوانی
بلبل بھی مست ہو کر کرتی ہے حمد خوانی
ہر شئے کی اک صدا ہے، اللہ بہت بڑا ہے

بادل کا وہ گرجنا، آندھی کا سنسنانا
بارش کی رُت میں بہتی دھاروں کا جھنجھنانا
تاریک بدلیوں میں بجلی کا کوند جانا
کس کی ہے یہ کہانی کس کا ہے یہ فسانا

سب قصۂ خدا ہے، اللہ بہت بڑا ہے

نیرنگیٔ جہاں سے موسم کا رُخ بدلنا
فصلوں کا گرتے گرتے اک دم سے وہ سنبھلنا
شاخوں میں جان پڑنا سوکھے پھلوں کا پھلنا
روحِ بہار بن کر بادِ صبا کا چلنا

وکذلکا یا الٰہ
کس کی یہ سب عطا ہے، اللہ بہت بڑا ہے

... دہ جمنا "چشمہ ہو یا سمندر"
ہیرا ہو یا زبرجد "یاقوت ہو کہ گوہر
یا آسماں کے تارے، یا مہر و ماہ انور!
غائر نظر سے دیکھو ہر شئے خدا کی مظہر

ثابت یہ مدّعا ہے، اللہ بہت بڑا ہے

ماسوا کچھ بھی نہیں

تو ہی تو ہے ماسوا کچھ بھی نہیں
یاد ہے تیری گلہ کچھ بھی نہیں
دل میں شوقِ اِدّعا کچھ بھی نہیں
لب پہ جز تیری ثنا، کچھ بھی نہیں
ہے بھروسہ مجھ کو تیری ذات پر
اور کسی کا آسرا کچھ بھی نہیں
انقلابِ ہستئ مسلم ہے موت
ورنہ مسلِم کو فنا کچھ بھی نہیں
لاج ہے مجھ کو تو اتنی بات کی
کہہ نہ دے کوئی خدا کچھ بھی نہیں
چہرۂ مظہرؔ ہے ان کے سامنے
لب پہ حرفِ مدّعا کچھ بھی نہیں

سب ہیں محبّت کے شکار

ایک مشہور ریکارڈ: "نگری نگری دوارے دوارے ڈھونڈوں رے سجریا" کے طرز پر شاعر نے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔

آنکھ میں ہے ان کا نقشہ دل میں ان کی یاد ہے
ان کے ہی جلوؤں سے ساری انجمن آباد ہے
دیتی ہیں ان کی دہائی کوئلیں اور قمریاں
ان کے ہی غم میں پپیہے بولتے ہیں پی کہاں
ان کی فرقت ہی میں نالاں بلبلِ ناشاد ہے
آنکھ میں ہے ان کا نقشہ دل میں ان کی یاد ہے

شام کی زلفِ سیہ ہے ان کے غم میں سوگوار
صبح کا فرقت سے ان کی ہے گریباں تار تار

رات دن کی ہر گھڑی کی ان سے ہی فریاد ہے
آنکھ میں ہے ان کا نقشہ دل میں ان کی یاد ہے

چاند کے سینہ پہ ہے داغِ جدائی کا اثر
خونِ دل سورج چھڑکتا ہے شفق کے دوش پر

بزم میں تاروں کی ان کا قصۂ بیداد ہے
آنکھ میں ہے ان کا نقشہ دل میں ان کی یاد ہے

ایک مظہر ہی نہیں ہے ان کے جلووں پر نثار
یہ زمیں یہ آسماں سب ہیں محبت کے شکار

کون سی شے ہے جو ان کے عشق سے آزاد ہے
آنکھ میں ہے ان کا نقشہ دل میں ان کی یاد ہے

ساتھ رہے ایمان

بسالے رگ رگ میں رحمان بسالے رگ رگ میں رحمان
تو ہوگی ہر مشکل آسان تو ہوگی ہر مشکل آسان
دُنیا کی ہر چیز ہے فانی" تو نہ رہے نا تیری جوانی
رنگ و رُوپ کے باغ بغیچے ہوں گے سب ویران
بسالے رگ رگ میں رحمان بسالے رگ رگ میں رحمان
تو ہوگی ہر مشکل آسان تو ہوگی ہر مشکل آسان
بھائی بہن ماں باپ سنگھاتی جیتے جی کے سب ہیں ساتھی
جب دم نکلے کوئی نہ پوچھے حال ترا نادان
بسالے رگ رگ میں رحمان بسالے رگ رگ میں رحمان
تو ہوگی ہر مشکل آسان تو ہوگی ہر مشکل آسان
دھن دولت اور کُنبہ قبیلہ کام نہ آئے کوئی وسیلہ
نیک عمل گر ساتھ ہیں تیرے ہوگا تیرا مان
بسالے رگ رگ میں رحمان بسالے رگ رگ میں رحمان
تو ہوگی ہر مشکل آسان تو ہوگی ہر مشکل آسان
تاج رہا نا تختِ حکومت ہائے ری دُنیا ہائے ری عبرت
منظر ہم کو کافی ہے اتنا ساتھ رہے ایمان
بسالے رگ رگ میں رحمان بسالے رگ رگ میں رحمان
تو ہوگی ہر مشکل آسان تو ہوگی ہر مشکل آسان

دل کا قرار

کتنا کریم داتا پروردگار ہے تو
مایوس کا سہارا "بیکس کا یار ہے" تو
جس غمزدہ کو ساتھی ملتا نہیں جہاں میں
اس کا رفیق و حامی لیل و نہار ہے تو
بیمار کی دوا تو، کمزور کا عصا تو،
دنیا میں چارہ سازِ ہر دل فگار ہی تو
جس کو بلا نے گھیرا لے لے وہ نام تیرا
بیچارگاں کا مونس اور غم گسار ہی تو
تو جس کے برزباں ہی غم سے اسے اماں ہی
تو ہی سکونِ جاں ہے دل کا قرار ہی تو

دنیا میں تیری ہر شے تسبیح کر رہی ہے
ہر بول ہر بیاں سے بس آشکار ہے تو
بلبل کے لب پہ تو ہی ہر گل میں تیری بو ہے
تو رونقِ چمن ہے جانِ بہار ہے تو
دل میرا صاف کر دے لغزش معاف کر دے
اے دو جہاں کے مالک آمرزگار ہے تو
کوئی نہیں ہے میرا اک آسرا ہے تیرا
مشکل کو سہل کر دے با اقتدار ہے تو
غمگیں کو شاد کر دے پوری مراد کر دے
ہر دل کی آرزو کا اک رازدار ہے تو
تیرے کرم سے مظہرؔ غالب ہے ہر عدو پر
کیا کر سکے گا کوئی جب سازگار ہے تو

رسولِ ہاشمی

الایا ایہا السّاقی تری رحمت ہر اک پر ہے
خدارا ابھی دے خالی ترے میکش کا ساغر ہے

لبِ کوثر ہجومِ میکشاں پر کیف منظر ہے
کہ ساقی بزمِ کوثر کا ملیکِ حوضِ کوثر ہے

سرِ بادہ کشِ اُلفت نہ تنہا آستاں پر ہے
یہاں میخانہ کا میخانہ اپنا خم کیے سر ہے

بشر سے غیر ممکن ہے ثنائے سرورِ عالم
یہ وہ ممدوح ہے مدّاح جس کا ربّ اکبر ہے

رسولِ ہاشمی کے مرتبہ کو کوئی کیا جانے
قدم اس ذاتِ ذی رفعت کا عرشِ کبریا پر ہے

گریبانِ خطا مثلِ کتاں ہے چاک محشر میں
رسالت کا قمر برجِ شفاعت میں منوّر ہے

جھکے پڑتے ہیں تارے بہر اخذِ پرتوِ عارض
عجب انداز سے جلوہ نما وہ ماہ پیکر ہے

ہے فخرِ ہوش بے ہوشی ترے بادہ پرستوں کی
کہ مستی میں بھی انکا سر ترے نقشِ قدم پر ہے

مثالِ گل مہک اٹھا مرا ہر موئے تن مظہر
سرِ سودائی میں خوشبوئے گیسوئے معنبر ہے

حق کا آئینہ

یارسولَ اللہ اُنظُر حالنا یاحبیبَ اللہ اِسمَع قالنا
اِنَّنی فی بحرِ غمٍّ مُغرَقٌ خُذ یدی سَہِّل لنا اشکالنا

کب تک ~~استبداد~~ کے صدمے سہیں
حال دل اپنا بھلا کس سے کہیں
کون ہے ہم بے نواؤں کا حضور
آپ ہی کا اک سہارا ہے ہمیں

یارسولَ اللہ اُنظُر حالنا
یاحبیبَ اللہ اِسمَع قالنا

ہیں پریشاں مرد وزن پیر و جواں
چھا رہی ہیں سر پہ غم کی بدلیاں
یارسولَ اللہ دہائی آپ کی
آپ کا در چھوڑ کر جائیں کہاں

یارسولَ اللہ اُنظُر حالنا
یاحبیبَ اللہ اِسمَع قالنا

منزلیں دشوار راہیں پُرخطر
ہر قدم پر ہے ہمیں دشمن کا ڈر
کشتیِ اُمّت ہے اب گرداب میں
لیجیے جلدی غلاموں کی خبر

یَارسُولَ اللہ اُنظر حَالنَا
یَا حَبیبَ اللہ اِسمَع قَالنَا

ھر مسلماں خواب سے بیدار ہو
پھر عمل کا گرم ہر بازار ہو
گلشن اسلام میں آئے بہار
غنچہ غنچہ رشک لالہ زار ہو

یَارسُولَ اللہ اُنظر حَالنَا
یَا حَبیبَ اللہ اِسمَع قَالنَا

ہر بلا ہر رنج ہر غم دُور ہو
دل میں پیدار احتوں کا نور ہو
دھر کے فتنوں سے حاصل ہو نجات
امن سے سارا جہاں معمور ہو

یَارسُولَ اللہ اُنظر حَالنَا
یَا حَبیبَ اللہ اِسمَع قَالنَا

بد کو چاہیں آپ تو بہتر بنے
قطرۂ ناچیز بھی گوہر بنے
ہو اگر چشمِ عنایت آپ کی
حق کا آئینہ دلِ مظہر بنے

یَارسُولَ اللہ اُنظر حَالنَا
یَا حَبیبَ اللہ اِسمَع قَالنَا

چراغِ محبّت

یونہی گر مرا قلب مضطر رہے گا
یہ شیدا مدینہ پہونچ کر رہے گا
جو آنکھوں میں طیبہ کا منظر رہے گا
تو ہر گام دوشِ صبا پر رہے گا
مری موت سے زندگی جاگ اُٹھے گی
نظر میں جو روئے پیمبر رہے گا
قیامت میں دیکھیں گے اَپنے نبی کو
وہ دن عید کے دن سے بہتر رہے گا
غلامی تری جس کی قسمت میں ہوگی
حکومت کا تاج اس کے سَر پر رہے گا
ہزار آندھیوں کے تھپیڑوں میں مظہرؔ
چراغِ محبت منوّر رہے گا

سنبل پیچاں گیسوئے پُرخم
صبح درخشاں روئے مکرم
جن کا سراپا نور مجسم
صلی اللہ علیہ وسلم

کیا کوئی سمجھے رتبہ والا
طور سے افضل عرش سے اعلا
جن کے کف نعلین مکرم
صلی اللہ علیہ وسلم

ان کی سخا سے کون و مکاں ہیں
ان کی عطا سے خلد و جناں ہیں
ان کے کرم سے کوثر و زم زم
صلی اللہ علیہ وسلم

محفل شب میں بزم سحر میں
شیشۂ دل میں شمع نظر میں
ان کا ہی جلوہ ہر سو ہر دم
صلی اللہ علیہ وسلم

دولت و عزت شان بھی جائے
جسم مٹے یہ جان بھی جائے
اُن کی محبت دل سے نہ ہو کم
صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ
علیہ وسلم

مظہرؔ سے کیا ان کی ثنا ہو
جن کی صفت قرآن خدا ہو
عاشق رب معشوقِ دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم

زُلفِ محمّدی صلی اللہ علیہ وسلم

نعت محمدی میں کچھ گنگنا رہا ہوں
فرحت کے کوہِ غم سے دریا بہا رہا ہوں
بلبل ہوں مصطفےٰ کا یوں چہچہا رہا ہوں
نغموں سے ریگ و صحرا گلشن بنا رہا ہوں

ہے سر میں جب سے سودا زلفِ محمدی کا
ہر آہ دل سے قصرِ عالم ہلا رہا ہوں
فتنوں کے کالے بادل "شورش کی تیز آندھی"
طوفانِ غم میں دل کی کشتی چلا رہا ہوں
چشمِ جہاں سے چھپ کر بزمِ گماں میں مظہر
گہرائیوں میں دل کی ان کو بلا رہا ہوں

دیوانۂ احمد صلی اللہ علیہ وسلم

جانے کیسا تیغِ ابرو نے اشارہ کر دیا
صورتِ کونین، عالم کو دوپارہ کر دیا
تو نے ٹھکرایا جسے قعرِ جہنم میں گرا
جس کو چاہا، عرش کی آنکھوں کا تارا کر دیا
نفرت و اُلفت کی تقدیریں ہیں تیرے ہاتھ میں
دردِ دل بھی عاشقوں کو سب سے پیارا کر دیا
بخش دیں اک اک ادا سے بے نہایت وحشتیں
کچھ سہی پر قابلِ اہل نظارہ کر دیا

وحشت دیوانۂ احمد ہے صدر رشکِ خرد
دامنِ عصیاں، جنوں نے پارہ پارہ کر دیا

ڈوبتی کشتی "بھنور" "طوفاں" ہوا پھر ان کی یاد
ڈوبنے والے کو تنکے کا سہارا کر دیا

قہر ساماں صورتیں، اکرام فرما ہو گئیں
ان کی رحمت نے سرِ میزاں اشارہ کر دیا

اَلاَدَب! پھر ہونے والا ہے وہ جلوہ بے نقاب
تیرہ بختو جس نے دل روشن ہمارا کر دیا

تیرے ہر ذرّہ میں پنہاں ہیں ہزاروں آفتاب
کون کہتا ہے کہ ذرّہ کو ستارہ کر دیا

ذرّہ ذرّہ کیف صہبا سے ہے مظہر رقص میں
کیا سرِ میخانہ ساقی نے اشارہ کر دیا

میخانہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

بنا دے یا الٰہی مجھ کو دیوانہ محمدؐ کا
رہے میری زباں پر ذکر مستانہ محمدؐ کا

تڑپ جاتے ہیں دل شیدا نبی کے جھوم جاتے ہیں
جو کوئی چھیڑ دے محفل میں افسانہ محمدؐ کا

قطب ہوں غوث ہوں ابدال ہوں مخدوم و خواجہ ہوں
وہ ان میں کون ہے جو ہو نہ دیوانہ محمدؐ کا

ہر اک خارِ مدینہ ہے یقیناً پھول سے افضل
مثالِ شمع ہے ہر ایک پروانہ محمدؐ کا

نہ ہوگا قلب انوارِ الٰہی سے کبھی روشن
نہ ہو جب تک دلِ مومن میں کاشانہ محمدؐ کا

شرابِ معرفت پیتے رہیں گے ان کے متوالے
رہے گا حشر تک آباد میخانہ محمدؐ کا

طریقت بے شریعت وادی پُرخار ہے مظہر
مئے وحدت پیو لیکن ہو پیمانہ محمدؐ کا

قیامت میں تو سب ہی آپ کے زیرِ علم ہوں گے

نہ یہ ہوگا نہ وہ ہوگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہوں گے
یہ جتنے لوگ ہیں سب راہیِ ملکِ عدم ہوں گے
نہ ہوگا کچھ نشاں اس دور کے لوگوں کا دنیا میں
نہ یہ انساں نہ یہ قصے نہ یہ لوح و قلم ہوں گے
خوشی سے آج جن کی دھوم ہے سارے عزیزوں میں
انھیں کے غم میں اک دن اقرباء باچشم نم ہوں گے
نہ ہوگی شمعِ محفل اور نہ یہ جاں باز پروانے
لحد میں عاشق و معشوق کے لاشے بہم ہوں گے
نہ کوئی قوم ہوگی اور نہ ملکوں کا پتا ہوگا
زمیں کی تہہ میں پوشیدہ عرب ہوں گے عجم ہوں گے
ہماری طرح لاکھوں مر چکے اور مرتے جاتے ہیں
مگر انسان کچھ بھی کم نہیں ہیں اور نہ کم ہوں گے
ابھی سے تھام لے مظہر نبی کا دامنِ رحمت
قیامت میں تو سب ہی آپ کے زیرِ علم ہوں گے

جنّت میں گذارہ

جب ختم رسل کے شیدائی دنیا سے کنارہ کرتے ہیں
آغوش میں رحمت لیتی ہے بخشش کا نظارہ کرتے ہیں

مرتے ہیں جو عشق محمدؐ میں خود موت کو مارا کرتے ہیں
اس قیدِ فنا سے چھٹتے ہی جنّت میں گذارہ کرتے ہیں

لاشہ پہ شہیدِ اُلفت کے انوار کی بارش ہوتی ہے
مرقد کو فرشتے رحمت کے پھولوں سے سنوارا کرتے ہیں

کیا کہئے خدا کے قرب کو اب ہے منزل اوّل پر یہ ادب
سب روئیں مگر جانے والے خاموش سدھارا کرتے ہیں

محبوب و محب میں فرق نہیں" اللہ کا ہے ارشادِ مبیں"
محبوب جو تم کو یاد کریں وہ ذکر ہمارا کرتے ہیں

کیا دور ہے گر یہ گوشۂ دل انوار سے روشن ہو جائے
محبوبِ خدا تو پل بھر میں ذرّہ کو ستارا کرتے ہیں

مایوس نہ ہو عصیاں والو وہ رحمت عالم آتے ہیں
بنتی ہے ابھی بگڑی اپنی سرکار اشارہ کرتے ہیں

مظہرؔ یہ قلم کی جولانی ہے فیض و عطائے ربّانی
مجبور جو ہم ہوتے ہیں کبھی بس رب کو پکارا کرتے ہیں

نبی کی آمد آمد کا جہاں میں بول بالا ہے

نبی

یہ کس کی آمد آمد کا جہاں میں بول بالا ہے
محمدؐ آمنہ کے گھر میں پیدا ہونے والا ہے

جہاں میں آمد محبوب کا عالم نرالا ہے
اندھیرے چھٹ گئے ہر سو اجالا ہی اجالا ہے
چمن پھولے پھلے ہیں وجد میں ہر شاخ لالہ ہے
بہاروں نے ہر اک جانب سے اپنا سر نکالا ہے

نبی

یہ کس کی آمد آمد کا جہاں میں بول بولا ہے
محمدؐ آمنہ کے گھر میں پیدا ہونے والا ہے

بلبلیں

کلی چٹکی ہنسا گل بلبلیں چہکیں بہار آئی
فضا پر ابر بن کر رحمت پروردگار آئی
خوشی بھی بن کے مالن تہنیت میں لیکے ہار آئی
صبا کے مست یہ اطراف گلشن میں بہار آئی

نبی

یہ کس کی آمد آمد کا جہاں میں بول بالا ہے
محمدؐ آمنہ کے گھر میں پیدا ہونے والا ہے

زمیں پر جاگ اٹھے [redacted] ذرے فلک پر کھل گئے تارے
اچھلتے ہیں جہاں دیکھو وہیں رحمت کے فوارے
بجاتے ہیں فرشتے چرخ پر شادی کے نقارے
کھڑے ہیں انبیاء بھی باادب تعظیم کو سارے

یہ کس کی آمد آمد کا جہاں میں بول بالا ہے
محمدؐ آمنہ کے گھر میں پیدا ہونے والا ہے

کھلا بابِ اجابت آرزوئیں دل کی بر آئیں
جو چمکا حسنِ جاناں عشق کی بزمیں بھی گرمائیں
زمیں سے اٹھ کے رحمت کی گھٹائیں عرش پر چھائیں
پئے تعظیمِ حضرت خُلد سے حوریں اتر آئیں

نبی ~~یہ کس~~ کی آمد آمد کا جہاں میں بول بالا ہے
محمدؐ آمنہ کے گھر میں پیدا ہونے والا ہے

جہاں میں سرورِ دنیا و دیں تشریف لاتے ہیں
مبارک رحمۃ للعٰلمین تشریف لاتے ہیں
گنہگاروں شفیع المذنبیں تشریف لاتے ہیں
نگاہیں فرش ہوں دل کے مکیں تشریف لاتے ہیں

نبی ~~یہ کس~~ کی آمد آمد کا جہاں میں بول بالا ہے
محمدؐ آمنہ کے گھر میں پیدا ہونے والا ہے

دلِ مضطر ادب کر سیدِ ابرار آتے ہیں
زمانہ سر جھکا لے دہر کے مختار آتے ہیں
نگاہِ شوق تیری ہو کہ وہ سرکار آتے ہیں
خدا کے لاڈلے کونین کے دلدار آتے ہیں

نبی کی آمد آمد کا جہاں میں بول بالا ہے
محمدؐ آمنہ کے گھر میں پیدا ہونے والا ہے

قدم ڈگمگانے لگے

با وضو با ادب اہل محفل کو جب نعت پاک نبی ہم سنانے لگے
ساکنانِ فلک حور و غلماں ملک شور صلِّ علیٰ کا مچانے لگے

جبکہ حاجی بسوئے مدینہ چلے ہم وہیں اپنا دل تھام کر رہ گئے
آنکھ میں پھر گیا روضہ مصطفیٰ اپنی قسمت پہ آنسو بہانے لگے

ان کی آمد سے آتش کدے بجھ گئے اور جھوٹے خدا منھ کے بل گر پڑے
جبکہ روشن ہوا وہ چراغ خدا خود سری کے دیئے ٹمٹمانے لگے

ہم نے تعمیلِ حکم نبی چھوڑ دی ساری دنیا نے ہم سے نظر پھیر لی
پھر مسلماں کے آگے خدائی جھکے یہ خدا کے لیے سر جھکانے لگے

جبکہ معراج کو کملی والا چلا دست بستہ کھڑے ہو گئے انبیا
فرش سے عرش تک سارے جن و ملک ان کے قدموں میں آنکھیں بچھانے لگے

دست بستہ کھڑے ہو کے تسلیم کو اپنے آقا کی عظمت کرو مومنو
لو وہ آئے فرشتے بھی تعظیم کو اور محفل سے شیطان جانے لگے

خدمتِ دین اور مظہرِ ناتواں اک فدائے نبی کا ہے فیضِ عیاں
میرے مرشد نے فوراً سنبھالا مجھے جب کہیں پر قدم ڈگمگانے لگے

ساقیٔ حوضِ کوثر مدینہ میں ہے

مصطفےٰ المجتبیٰ ہادیٔ دوسرا سارے نبیوں کا سرور مدینہ میں ہے
ختم جس پر کمالِ نبوت ہوا وہ خدا کا پیمبر مدینہ میں ہے
قبلۂ اولیا کعبۂ اصفیا مرکزِ نورِ داور مدینہ میں ہے
خاتم الانبیا نائبِ کبریا شانِ اللہ اکبر مدینہ میں ہے
یہ چمن اور چمن کی یہ رعنائیاں غنچہ و گل کی ساری دل آرائیاں
جس پہ قربان جائیں وہ دل کش سماں وہ دل افروز منظر مدینہ میں ہے
لاکھ دُنیا میں ہیں خوبرُو گل بدن جن سے آباد ہے حسن کی انجمن
جس پہ شیدا ہے خود خالقِ ذُوالمِنن وہ خدائی کا دُلبر مدینہ میں ہے
کوئی سائل نہ محروم لوٹا کبھی دینے والا ہے خود رب کا پیارا نبی
دُور ہوگی یہاں سب کی تشنہ لبی ساقیٔ حوضِ کوثر مدینہ میں ہے
جس سے چاند اور تارے ہوئے ضوفشاں جس کے پرتو ہیں انجم و کہکشاں
جس سے پُرنور ہے بزمِ کون و مکاں وہ چراغِ منور مدینہ میں ہے
رب کی بندہ نوازی کا ہے یہ اثر ذرّے ذرّے میں ہے نورِ خیرُالبشر
آپ ہر قلبِ مؤمن میں ہیں جلوہ گر آپ کا جسمِ اطہر مدینہ میں ہے
عشق کے ساتھ ہے جذب کاملِ اگر ہر جگہ سے انھیں دیکھتی ہی نظر
مظہرِ بے نوا ہو کہیں بھی مگر دیدۂ قلبِ مظہر مدینہ میں ہے

دامانِ کرم

کوئی کیا جان سکتا ہے مقامِ محترم ان کا
زمیں سے عرش تک ہی موجزن بحرِ کرم ان کا

خدائی کیا۔ خدا خود جب ثنا خوانِ محمدؐ ہے
بیاں کیا کر سکیں گے رتبۂ اوصاف ہم ان کا

وہ بیشک پُلصراطِ نار سے دم بھر میں اتریں گے
جو شیدایانِ احمد رات دن بھرتے ہیں دم ان کا

جہاں سب انبیا بھی نفسی نفسی کہہ رہے ہوں گے
وہاں لہرائے گا بابِ شفاعت پر علَم ان کا

مزارِ مصطفیٰؐ سے عرش اور کرسی کو کیا نسبت
مقامِ اُدنُ مِنّی تک سے آگے ہی قدم ان کا

سوا نیزہ پہ جب سورج ہو سر پر حشر والوں کے
الٰہی بخش دینا مجھ کو دامانِ کرم ان کا

گلوں میں، بُلبلوں میں، مہر و مہ میں، مرغ و ماہی میں
جہاں دیکھو وہیں چرچا ہے مظہر بیش و کم ان کا

ندائے یارسول اللہ

بری لگتی ہے منکر کو صدائے یارسول اللہ
دوائے اہلِ ایماں ہے ندائے یارسول اللہ

جو تیرا کھائے اور تیرا ہی کہلائے زمانہ میں
ترا در چھوڑ کر کس در پہ جائے یارسول اللہ

جہاں کی بگڑیاں بنتی ہیں تیرے اک اشارہ پر
ترے صدقے مری حاجت برآئے یارسول اللہ

تری آمد سے دنیا گونج اٹھی وحدت کے نعروں سے
تمھیں نے قصر باطل کے گرائے یارسول اللہ

جو تیری پیروی کر لے وہ محبوب الٰہی ہے
جو تجھ سے کٹ رہے دوزخ میں جائے یارسول اللہ

جو تم کو چھوڑ دے اس نے خدائے پاک کو چھوڑا
جو تم کو پائے اپنے رب کو پائے یا رسول اللہ

نہیں ممکن کسی ایمان والے سے نہیں ممکن
مسلماں ہو کے تم کو بھول جائے یا رسول اللہ

تمھیں آنکھوں میں ہو دل میں ہو جانِ زار میں تم ہو
تمھیں چھوڑوں تو کیسے چین آئے یا رسول اللہ

محمدؐ ہر جگہ موجود ہیں رب کی عنایت سے
محبت سے کوئی لب پر تو لائے یا رسول اللہ

یہودی نام لیں تیرا تو غالب ہوں زمانہ میں
تو پھر مظہرؔ کسے خطرہ میں لائے یا رسول اللہ

دُعا ہے مظہرِؔ عاصی کی یہ اللہ سے ہر دم
تمھارے نام پر ہی موت آئے یا رسول اللہ

نورانی ایمن کرناج

عرش نگری (فرمائشی)

نبی اوڑھ کملی گئے عرش نگری
نورانی شبِ معراج نورانی شبِ معراج

باطل کے تم نے دیپک بجھائے
حق سے غریبوں کے گھر جگمگائے
جب ہی تو لینے کو جبریل آئے
نبی اوڑھ کملی گئے عرش نگری
نورانی شبِ معراج نورانی شبِ معراج

لاکھوں کی تم نے بگڑی بنائی
کلمہ پڑھے تیرا ساری خدائی
مولا کو پیارے کی صورت جو بھائی
نبی اوڑھ کملی گئے عرش نگری
نورانی شبِ معراج نورانی شبِ معراج

نورِ محمدؐ چمکا جو منظر
محکوم ہوگئے سلطان و سرور
رب نے بلایا انھیں عرشِ بریں پر
نبی اوڑھ کملی گئے عرش نگری
نورانی شبِ معراج نورانی شبِ معراج

جھولی فقیر کی بھر دے (فرمائشی)

اے کالی کملیا والے سانوریا ۔ نادار پر کرم کر دے
جھولی فقیر کی بھر دے

تیری مہک سے جگ میں کھلے ارمان کے لاکھوں پھول
ہرا ہو دل کا چمن اگر تم چاہو یا رسول چاہو یا رسول
اے کالی کملیا والے ....

بارِ مصیبت آپ اٹھائے سب کو دیے سُکھ چین
ساری ساری رتیاں امت کارن روئے تیرے نین روئے تیرے نین
اے کالی کملیا والے ....

ختم نبوت کمر کا پٹکا ، رحمت سر کا تاج
حشر میں رکھنا غیر کے آگے آقا میری لاج آقا میری لاج
اے کالی کملیا والے ....

چاند سی صورت سب کو دکھا کر موہ لیا سنسار
بھول نہ جانا مولا پیارے مظہرؔ ہو نثار مظہرؔ ہو نثار
اے کالی کملیا والے ....

شمعِ بزمِ حرم سلام علیک

شاہ عالی ہمم سلام علیک تاجدارِ اُمم سلام علیک

بدلیاں چھائی ہیں حوادث کی برقِ نورِ قدم سلام علیک

بجھ نہ جائے چراغِ خانۂ دل شمعِ بزمِ حرم سلام علیک

آفتابِ عرب ہو تم پہ درود ماہتابِ عجم سلام علیک

پھول ہیں اب اسیرِ جورِ خزاں اے بہارِ کرم سلام علیک

ظلم کی ٹوٹ جائیں زنجیریں حریت کے علم سلام علیک

دل کی آواز سننے والے نبی کرتی ہے چشمِ نم سلام علیک

کچھ ہمیں بھی سلامتی مل جائے عرض کرتے ہیں ہم سلام علیک

بھیجتا ہے خدا انھیں مظہر

روز و شب دم بدم سلام علیک

لاکھوں سلام

تاجدارِ دو عالم پہ لاکھوں سلام
سیّد ابنِ آدم پہ لاکھوں سلام
بادشاہِ مکرّم پہ لاکھوں سلام
تاجِ عرشِ معظّم پہ لاکھوں سلام
صاحبِ قابَ قوسَین صلِّ علیٰ
حاملِ خُلقِ اکرم پہ لاکھوں سلام
لختِ دل اور جگر گوشۂ آمنہ
بی حلیمہ کے ہمدم پہ لاکھوں سلام
روحِ صدّیق اکبر پہ بے حد درود
جانِ فاروقِ اعظم پہ لاکھوں سلام
قلبِ عثمان کے مدّعا پر درود
عزمِ حیدر کے دم خم پہ لاکھوں سلام
یادِ محبوب میں اشکباری کرے
مظہر اس چشمِ پُرنم پہ لاکھوں سلام

کروڑوں سلام (فرمائشی)

اے حبیبِ خدا شاہِ ہر دوسرا — آپ پر ہوں کروڑوں سلام
آپ پر ہوں کروڑوں سلام

اسریٰ کے دولہا معراج والے — کشتی ہے اُمت کی تیرے حوالے
طوفاں گھیرے ہے آکے بچالے — اے حبیبِ خدا شاہِ ہر دوسرا

غم کی بھنور میں ہے دل کا سفینہ — مَرنا ہی سہل نہ آساں ہے جینا
گرتا ہوں تھام لو شاہِ مدینہ — اے حبیبِ خدا شاہِ ہر دوسرا

آمنہ بی بی کے راج دلارے — دائی حلیمہ کی آنکھوں کے تارے
ساری خدائی ہو صدقہ تمھارے — اے حبیبِ خدا شاہِ ہر دوسرا

طیبہ کے داتا کا دربار عالی — محروم لوٹا نہ کوئی سوالی
مظہرؔ کی پھر کیسے جھولی ہو خالی — اے حبیبِ خدا شاہِ ہر دوسرا

غوث اعظم

غوث اعظم مری بگڑی کے بنانے والے
رَب کے محبوب محمدؐ کے گھرانے والے

کیوں نہ تا حشر تری قادریت زندہ ہو
دینِ مسلم کو کرامت سے جِلانے والے

بجلیاں گرتی ہیں اب قادری کا شانوں پر
برقِ حق خرمنِ باطل پہ گرانے والے

ڈوبے جاتے ہیں غلام آکے بچالو آقا
کشتیٔ ملّت بیضا کے چلانے والے

تیری مے میں نہیں بد مستیٔ پیماں شکنی
مے کو پیمانِ شریعت میں پلانے والے

غوث کے ذکر سے ہے قلبِ مسلماں معمور
مٹتے جاتے ہیں تری یاد مٹانے والے

نورِ حق کا دل مظہر میں اجالا کر دے
بزمِ عرفاں کی نئی شمع جلانے والے

بے تابیٔ دل

جب لطف و کرم پر آمادہ اللہ کے پیارے ہوتے ہیں
دنیا کی مرادیں ملتی ہیں عقبےٰ کے سہارے ہوتے ہیں

دشمن بھی حمایت کرتا ہے صیاد نگہباں بنتا ہے
کشتی کے لیے خود راہ نما طوفاں کے دھارے ہوتے ہیں

ولیوں کی کرامت کا عالم اربابِ عقیدت سے پوچھو
ہر بحرِ ہلاکت خیز سے ہم دم بھر میں کنارے ہوتے ہیں

قابو ہے ہمیں مشکل پر منصور ہیں ہم ہر منزل پر
نصرت کے لیے ہم سے آگے سرکار ہمارے ہوتے ہیں

ولیوں کی دعا سے عہدِ خزاں صد رشکِ بہاراں بنتا ہے
پھولوں سے مہک اٹھتے ہیں چمن جنت کے نظارے ہوتے ہیں

اک بوند شرابِ عرفاں کی ملتی نہیں بے توفیق خدا
بھر جاتے ہیں سارے پیمانے جب رب کے اشارے ہوتے ہیں

بے تابیٔ دل کا گر نہ گلہ مظہرؔ یہ خدا کی رحمت ہے
گرتے ہیں شبِ غم جو آنسو در اصل ستارے ہوتے ہیں

تابشِ جمال (بموقعِ عرسِ ربّانی)

کیوں پھر رہا ہے گنبدِ خضریٰ نگاہ میں
اک عاشقِ نبی کا ہے قتل عیدگاہ میں

اللہ رے میرے پیر کی وہ تابشِ جمال
وہ حسنِ دلفروز کہاں مہر و ماہ میں

بخشا تھا حق نے رعبِ فقیری میں جو انھیں
وہ دبدبہ کہاں ہے کسی بادشاہ میں

دل اس کا حق کے نور سے معمور ہو گیا
منکر بھی آ گیا جو تری بارگاہ میں

واللہ اس کو غوث نے دامن میں لے لیا
جو خوش نصیب آ گیا تیری پناہ میں

عشقِ رسول میں وہ ترا گریہ و بکا
دردِ اویس سوزِ بلالی تھا آہ میں

سرکارِ عبدِ رب کی محبّت کا واسطہ
یا رب سنبھال ہم کو طریقت کی راہ میں

مظہرؔ قسم خدا کی یہ مرشد کا فیض ہے
ربّانیوں کی دھوم ہے ہر کارگاہ میں

غزلیات
و
نظمیات

جذبۂ اسلام

اسلامی روایات کا مجسّمہ

ہر مسلماں یوں خمارِ دین سے مدہوش تھا
بیخودی میں اک خدا کی بندگی کا ہوش تھا
وہ دلاور تھا کہ رگ رگ میں عمل کا جوش تھا
ہر جواں آئینِ ملّت کا علم بردوش تھا
جن کے حملوں سے لرزتے تھے زمین و آسماں
تیغ کی جنبش بدل دیتی تھی تقدیرِ جہاں

ملک تھی ساری زمیں گو پاس کچھ دولت نہ تھی
لڑتے تھے دنیا سے لیکن فوج کی کثرت نہ تھی
پیٹ پر پتھر بندھے تھے ظاہری طاقت نہ تھی
کچھ نہ تھا "اخلاص تھا" آپس میں یوں نفرت نہ تھی
کر دیا مل کر جہانِ کفر کو زیر و زبر
طائرِ ہمت مسلمانوں کا پہنچا عرش پر

ہاتھ کا تکیہ تھا اور بستر تھا فرشِ خاک کا
خاکساروں کو نہ تھا غم گردشِ افلاک کا
سایہ گستر سر پہ دامن تھا شہِ لولاک کا
یہ مسلماں تھے، بھروسہ تھا خدائے پاک کا

چھیڑ دیتا کوئی ان شیرانِ ملت کو اگر
کفر کی جھنجلا کے رکھ دیتے تھے گردن موڑ کر

ان کے بچوں میں خدا شاہد ہے وہ تنظیم تھی
سرفروشی کا سبق "قرآن کی تعلیم تھی
اور نمازوں میں اصولِ جنگ کی تفہیم تھی
سر میں یادِ حق" نبی کی قلب میں تعظیم تھی

کھیل تھا شمشیر کا اور بحث تھی قرآن کی
جان دے دیتے اگر بات آپڑے ایمان کی

تھے ہر اک خاتونِ مسلم میں عمل کے ولولے
حسن کی ملکہ ردائے اتقا اوڑھے ہوئے
ہاتھ میں تسبیح اور خنجر کمر سے تھے بندھے
ان کے آگے ٹوٹ جاتے شیرِ نر کے حوصلے

چھا گئے اقصائے عالم پر انھیں کے نونہال
رُخ جدھر ان کا ہوا برپا تھا قہرِ ذوالجلال

کیا سبب ہے آج کیوں مسلم میں وہ شوکت نہیں
صاحبِ افلاک تھے وہ" تنگ ہے ان پر زمیں
وہ جفاکش تھے" یہ ہیں قصرِ نزاکت کے مکیں
فرق بس یہ ہے بقولِ اکبرِ اندوھگیں (اکبر الہ آبادی)
پہلے یہ سرگرمیاں تھیں مردِ میداں کون ہے
اب تو یہ سرگوشیاں ہیں میری گیاّں کون ہے

اُٹھ مسلماں کام لے پھر آلۂ تدبیر سے
کفر کی دنیا بدل دے خلق کی شمشیر سے
گونج اٹھے پھر قصرِ عالم نعرۂ تکبیر سے
جوڑ دے پھر رشتۂ تدبیر کو تقدیر سے
ظلم کی کایا پلٹ دے آستیں کو موڑ کر
نیزۂ حق پھر اُٹھے باطل کا سینہ توڑ کر

ہے دُعا مظہر کی پھر مسلم کو عزّت دے خدا
متحد ہوکر یہ ہوں سب اپنے مذہب پر فدا
پھر ہو پیدا عورتوں میں تربیت کا مادّہ
پھر ہمارا بچّہ بچّہ رہنما ہو قوم کا
دھوم ہو پھر ہر طرف اللہ کے پیغام کی
پھر جہاں پر دھاک بیٹھے لشکرِ اسلام کی

دلدار کا عالم

خفگی میں کبھی آپ کے انکار کا عالم
شرمندہ نگاہوں سے پھر اقرار کا عالم

کھلتا ہے کہیں عشق کے اسرار کا عالم
کیا جانے معالج ترے بیمار کا عالم

کھلتے ہیں "کنول" دیکھ کے رخسار کا عالم
صد رشکِ بہار" آپ کے گلزار کا عالم

بالائے مسرت ہے غمِ یار کا عالم
ہے فوقِ جبیں، گیسوئے خمدار کا عالم

آوارگیٔ عشق ہی مقدور تھی، ورنہ
خود مجھ میں نہاں تھا "مرے دلدار کا عالم"

بے پردہ ہو منظر جو وہ عنوانِ تغزل
پھر دیکھے کوئی کلکِ گہر بار کا عالم

مسلم نوجوان

درسِ عبرت ہی سلف کا نام مسلم کے لیے
ہر عمل ہے مستقل پیغام مسلم کے لیے

وہ مسلماں عالمِ انسانیت کا راہبر
نخلِ تسلیم و رضا" فقر و قناعت کا ثمر"
شمعِ تابانِ کرم" بحرِ شجاعت کا گہر
نام سے جس کے لرزتے تھے جہاں کے تاجور
درسِ عبرت ہی سلف کا نام مسلم کے لیے
ہر عمل ہے مستقل پیغام مسلم کے لیے

جس کی ہر ہر سانس میں ذوقِ عبادت کی بہار
علم و فن کا رہنما، راہِ عمل کا شہسوار
گہ بصحن سبزہ زار و گہ بفرقِ کوہسار
تھی ہر اک تیور سے اسلامی جلالت آشکار
درسِ عبرت ہی سلف کا نام مسلم کے لیے
ہر عمل ہی مستقل پیغام مسلم کے لیے

شاہکارِ حسنِ اسلامی وہ مسلم نوجواں
غمگسارِ دردمنداں" دستگیرِ بے کساں"
چارہ جوئے یتیماں کارسازِ بیوگاں
مظہرِ نورِ شرافت مشعلِ امن و اماں

درسِ عبرت ہی سلف کا نام مسلم کے لیے
ہر عمل ہے مستقل پیغام مسلم کے لیے

مرحبا خاتونِ مسلم پیکرِ حسنِ ازل
چارہ سازِ اہلِ ملت نشترِ اہلِ دغل
تیرے ہی ہاتھوں کھلے اسلام میں لاکھوں کنول
چلتی پھرتی اک حیا آموز تصویرِ عمل
درسِ عبرت ہی سلف کا نام مسلم کے لیے
ہر عمل ہی مستقل پیغام مسلم کے لیے

ہوش دار! اے مطربِ نغمہ سرا انقلاب
تیری لغزش سے بھڑک اٹھے نہ طوفانِ عذاب
آتشِ تشنہ بجھا سکتا نہیں حسنِ سراب
چاہتی ہے تیرگی نورِ عمل کا آفتاب
درسِ عبرت ہی سلف کا نام مسلم کے لیے
ہر عمل ہی مستقل پیغام مسلم کے لیے

جاگ اے جذبِ عمل ہم نعرۂ ہنگام ہو
جوشِ ملت بے نیازِ گردشِ ایام ہو
صبح ہم رنگِ قیامت، شام محشر فام ہو
مظہرِ جرم و خطا پھر مظہرِ اسلام ہو
درسِ عبرت ہی سلف کا نام مسلم کے لیے
ہر عمل ہی مستقل پیغام مسلم کے لیے

غبارِ خاطر

حسینوں کی نظر میں ہائے کتنا فرق ہوتا ہے
کوئی قسمت پہ نازاں ہے کوئی قسمت کو روتا ہے

ہمیشہ آنکھوں ہی آنکھوں میں راتیں کاٹ دی میں نے
مقدر پھر بھی اپنا ہائے گہری نیند سوتا ہے

مقامِ عشق کو کچھ اہلِ رفعت ہی سمجھتے ہیں
مرے اشکوں کو جبریل اپنی مژگاں میں پروتا ہے

نہالِ عشق ہے شاداب اسی خاکسترِ دل سے
غبارِ خاطر اے ناداں کیوں اشکوں سے دھوتا ہے

وہ اپنے ہیں نہ اپنے ہو سکیں گے پھر بھی اے مظہر
دلِ ناداں متاعِ زندگی رو رو کے کھوتا ہے

یہ شیر اب سو نہیں سکتا

مُسلمانو! اٹھو اور بڑھ کے چھا جاؤ زمانے پر
گرا دو بجلیاں ہر خودسری کے آشیانے پر
ہوائیں جل اٹھیں وہ سوزِ رقصاں ہو ترانے پر
فرشتے پھر جبیں سائی کو اتریں آستانے پر

بدل دو قصرِ فرعونی کی آبادی مزاروں میں
لگا دو آگ نخوت کے لہکتے لالہ زاروں میں

ہوا کا زور" بادل کی گرج، طوفاں کا شر لیکر
اٹھو سینہ میں اپنے وسعتِ ہر بحر و بر لیکر
علی" عثماں" عمر" صدیق کا حسنِ نظر لیکر
حسینی خون میں غلطیدہ آہوں کا اثر لیکر

بڑھاؤ ہاتھ اور سر گردنِ افلاک خم کر دو
ورائے عرش پھر اپنی صداقت کا علم کر دو

لگاؤ ضربِ حق" باطل کا سینہ توڑ کر رکھدو
متاعِ بربریت کا سفینہ پھوڑ کر رکھدو
بڑھو بڑھتے ہوئے طوفان کا منہ موڑ کر رکھدو
اٹھو تدبیر کا تقدیر سے سر جوڑ کر رکھدو

مسلمانوں کی باہم اک ذرا آواز مل جائے
فلک تھرا اُٹھے ساری زمیں کا دل دہل جائے

مسلماں جنگ آزادی میں پیچھے ہو نہیں سکتا
بڑی مشکل سے جاگا ہے "یہ شیر اب سو نہیں سکتا"
سپاہی ہے تلاطم خیزیوں پر رو نہیں سکتا
بلاؤں میں متاعِ صبر ہرگز کھو نہیں سکتا
مجاہد بڑھ چکا ہے اب تو پیچھے ہٹ نہیں سکتا
یہ ہے وہ چاند کامل ہو کے جو پھر گھٹ نہیں سکتا
حکومت مل گئی ہم کو خیالِ خام ہے مضطر
عمل کا گامِ اوّل ہے اور اک طوفان ہے سر پر
الٹنا ہے ابھی تو تختہائے دولتِ خیبر
کچلنا ہے ابھی ہر دشمنِ امن و اماں کا سر
نظامِ ملک کو وقفِ فلاح و سود کرنا ہے
وطن سے باغیوں کو نیست اور نابود کرنا ہے
سب سے پیارا وطن سب کا پیارا وطن
ہم وطن کے ہیں اور ہے ہمارا وطن

جرمِ عشق

نہ جانے شام سے کیا حال ہو گیا دل کا
ہر ایک شخص پہ ہوتا ہے وہم قاتل کا

یہ تم نے کیوں مری دنیا تباہ کر ڈالی
کرے گا کون مداوی تمھارے گھائل کا

جنونِ عشق کی رسوائیاں معاذ اللہ
اتر گیا ہے نشہ آج زعمِ باطل کا

ہر اہلِ دل کی نظر چومتی ہے چلمن کو
بڑھا یہ حسن سے رتبہ حجابِ حائل کا

گلے میں ڈال دو میرے تم اپنی زلفوں کو
کہ جرمِ عشق ہے اب مستحق سلاسل کا

سفینے عشق کے گرداب سے نہیں بچتے
بھنور کی تہہ میں ہے شاید نشان ساحل کا

جنوں نے منزلِ الفت کی رہنمائی کی
خرد سے حل نہ ہوا عشق کے مسائل کا

نہاں جنوں میں راہِ وصال ہے مظہر
خرد کے پاس بس انبار ہے دلائل کا

حیاتِ جاودانی

خدارا نام لے اس کا جو تقدیروں کا بانی ہے

خدا کے نام سے وہ زور آجاتا ہے انساں میں
اٹھا لیتا ہے بارِ کوہ اپنے دستِ لرزاں میں
لگا کر نعرۂ تکبیر آجاتا ہے میداں میں
ہٹا دے اک قدم پیچھے نہیں جرأت یہ طوفاں میں

یہی شانِ مسلماں ہے" یہی آنِ جوانی ہے
خدارا نام لے اس کا جو تقدیروں کا بانی ہے

ضعیفی یہ نہیں نقشہ بدل جائے جو صحت کا
ضعیفی نام ہے کمزوریٔ دل دون ہمت کا
نقاہت میں ہو تابندہ اگر جوہر شجاعت کا
تو پیری بھی جوانی ہے یہ ہے آئین ملت کا

یہ دورِ کبر سالی رشکِ عہدِ نوجوانی ہے
خدارا نام لے اس کا جو تقدیروں کا بانی ہے

یہ کیا اسلام ہے دل کیوں دہلتا ہی مصیبت سے
خدا کو مان کر انکار ہی کیا اس کی قدرت سے
جو ہے مرد خدا ڈرتا ہی کب وہ اکثریت سے
بلاؤں میں الجھتا ہی گزرتا ہی ہر آفت سے
خدائی کیا کرے گی جب خدا کی مہربانی ہے
خدارا نام لے اس کا جو تقدیروں کا بانی ہے
وہ بزدل ہیں جو نام جنگ سنکر خوف کھاتے ہیں
بہادر گولیاں سینہ پہ کھا کر مسکراتے ہیں
خدا کے نام پر جب شوق سے وہ سر کٹاتے ہیں
وہیں حور و ملک آکر شہیدوں کو اٹھاتے ہیں
شہیدوں کے لیے مظہر حیاتِ جاودانی ہے
خدارا نام لے اس کا جو تقدیروں کا بانی ہے

مست نگاہیں

پھر نظر کاش ترا روئے نگار آجائے
جان کو چین ملے دل کو قرار آجائے

ہر موئے جسم رگِ گل ہو" تنِ زار ہو پھول
خانۂ دل میں جو وہ جانِ بہار آجائے

چوم لینے دے مجھے ابروئے خم دار زرا
میرے قاتل تری تلوار میں دھار آجائے

اس لیے کرتا ہوں اشکوں سے صفائی دل کی
دل کے آئینہ میں عکسِ رُخِ یار آجائے

دیکھ لے مست نگاہیں مرے ساقی کی اگر
واعظا بے پیے آنکھوں میں خمار آجائے

تجھ پہ اسرارِ "انا الحق" جو عیاں ہوں مظہر
تو بھی منصور بنے بر سرِ دار آجائے

تیغ کی جھنکار

(لال باغ بنگلور کا تاریخی پس منظر)

صبح دم نکلا میں اپنے حلقۂ احباب میں
جیسے اک کشتی رواں ہو نور کے سیلاب میں

لوحِ مشرق پر ابھر آئی سحر کی کہکشاں
خود بخود مٹنے لگا تاریکیٔ شب کا دھواں

مٹ چکے دیوار و در سے رات کے تاریک داغ
سرخرو تھے ہم کہ اب پیشِ نظر تھا لالہ باغ

لال باغ اپنائیت کی روح کا عشرت کدہ
بختِ ور سلطان[1] کی تاریخ کا صنعت کدہ

ہر روش جس کی بہارِ نازشِ باغِ ارم
قوم کی تاریخ دہراتے ہوئے ہر پیچ و خم

نغمہ بر لب بلبلیں محوِ ترنم قمریاں
پھول خنداں شاخ لرزیدہ پھدکتی تتلیاں

ڈالی ڈالی پر درختوں کے بہار آئی ہوئی
پتہ پتہ پر جوانی کی ادا چھائی ہوئی

---

[1] سلطان ٹیپو سریر آرائے سلطنت میسور علیہ الرحمۃ

سبزہ تا حدِّ نظر جھونکوں سے لہراتا ہوا
باد کی امواج پر سیلاب بَل کھاتا ہوا

سرو کے پیڑوں کا وہ باہم ہوا میں جھومنا
چوطرف عینک محل کے طائروں کا گھومنا

غنچہ و بلبل کی وہ باہم اشارہ بازیاں
مہوشوں کی دلربایانہ خرام اندازیاں

آرہا ہے اِس طرف اک گل بکف نازک خرام
جارہا ہے چٹکیاں لیتا اُدھر ماہِ تمام

وہ چلا آتا ہے کوئی زلف لہراتا ہوا
پھر کوئی اٹھا نظر کے تیر برساتا ہوا

عرصۂ گلشن سہانا وقت، موسم خوشگوار
اک دلِ عاشق ہزاروں طرح کے دامِ آشکار

میں انھیں رنگینیوں میں تھا ابھی کھویا ہوا
دفعتاً اک چیخ اُٹھی زلزلہ پیدا ہوا

گوشہ گوشہ باغ کا اس گونج سے تھرا گیا
دبدبہ سے ہستی شاعر میں لرزہ آگیا

ہوش جب آیا تو دیکھی سامنے اک پاک روح
کہہ رہی تھی مجھ سے اے خیزندۂ طوفانِ نوح

مصلحِ ملت بنا ہے شاعرِ فطرت ہے تو
کھا رہا ہے تو بھی اے ناداں فریبِ رنگ و بو

زندگی کا لطف کیا اس عشرتِ فانی میں ہے
"تیغ کی جھنکار میں" نیزوں کی جولانی میں ہے

بزم کرتا ہے ادا اور رزم کر دیتا ہے فوت
گیدڑوں کی[1] زندگی بہتر ہے یا شیروں کی موت

مانتا ہوں میں کہ اب آزاد ہے ہندوستاں
اڑ رہا ہے قلعۂ دہلی پہ سہ رنگی نشاں

کیا مگر انگریز سفاکی کا بدلہ ہو گیا
سو برس کے بعد جاگا تھا جو فتنہ سو گیا

ہو گیا کیا سرد سینوں میں شرارِ انتقام
چل رہا ہے محورِ افرنگ پر قومی نظام

دیکھ چشمِ غور سے اس باغ کا ہر برگ و بار
سن لگا کر کانِ مقتولانِ یورپ کی پکار

کہہ رہا ہے تو جسے رشکِ ارم فخرِ عدن
سو رہے ہیں اس کے دامن میں شہیدانِ وطن

دیکھ پھر طرزِ فریبِ تیشۂ افرنگ دیکھ
کس طرح منظر بدلتا ہے جہاں کا رنگ دیکھ

خدمتِ قوم و وطن "فکرِ تن آسانی" میں ہے
کیا دلیلِ حریت "شوقِ جہاں بانی" میں ہے

پردۂ سیمیں پہ اک مٹتی ہوئی تصویر تھی
منظرا اپنے خوابِ آزادی کی یہ تعبیر تھی

---

[1] سلطان ٹیپو کا مقولہ تھا کہ گیدڑ کی ہزار سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے

وقارِ حُسن

نکھرتا جیسے جیسے وہ گلِ شاداب آتا ہے
سفینہ دل کی کشتی کا تہِ گرداب آتا ہے

ہمیں ہیں جو تری اُلفت کے نغمے گائے جاتے ہیں
تجھے بھی یاد کیا میرا دلِ بیتاب آتا ہے

وقارِ حسن قائم ہے نظامِ پردہ داری سے
نقابِ شرق اُلٹ کر مہرِ عالم تاب آتا ہے

بڑھاتی ہے ضیاءِ شمع کو فانوس کی چلمن
گہر بنتا ہے سیپی میں جو اشکِ آب آتا ہے

بلا ذوقِ نظر جلوہ نمائی قدر کھوتی ہے
ستارے ماند پڑ جاتے ہیں جب مہتاب آتا ہے

رُخِ روشن پہ نظریں بے ادب پڑتی نہیں مظہر
حسینوں کو اگر خود حسن کا آداب آتا ہے

حق کی بجلیاں

نہ اترا اے ستمگر خستہ سامانِ مسلماں پر
غبار اُڑ کر بھی چھا سکتا نہیں خورشیدِ تاباں پر
ہزاروں فتنہ پرور آندھیاں آئیں گزر جائیں
نہ ہرگز کچھ اثر ہوگا چراغِ نورِ ایماں پر
وقارِ گل کو ڈھا سکتا نہیں سیلِ خزاں ہرگز
ہے مرجھانے پہ بھی گل کو شرف خارِ مغیلاں پر
مسلماں انقلابِ دَور سے گھبرا نہیں سکتا
ہماری فتح کے اڑتے ہیں پرچم دوشِ طوفاں پر
جھلس کر گر نہ جائے پھر نشیمن زورِ باطل کا
ابھی کچھ اور حق کی بجلیاں ہیں کوہِ فاراں پر
کٹا دے سر جو مظہرؔ جان جائے آن رہ جائے
بقا ہو مرتسم ہر قطرۂ خونِ شہیداں پر

گرا قبلۂ محترم کربلا میں

گئے اہل بیت حرم کربلا میں
مقدّر تھا ہر رنج و غم کربلا میں
نہ جاتے جو اہل کرم کربلا میں
نہ کھلتا یزیدی بھرم کربلا میں
اُٹھا جب حُسینی علم کربلا میں
تو سر ہو گئے سب کے خم کربلا میں
بلا کر جگر گوشۂ مصطفےٰ کو
لعینوں نے ڈھائے ستم کربلا میں
قیامت سے پہلے نہ بھولے گی دُنیا
محرّم کا روزِ دہم کربلا میں
گھڑی بھر میں پہنچا دیا اہل حق نے
ہزاروں کو ملکِ عدم کربلا میں
ذرا دیر میں تیغ ابن علی نے
کیے سیکڑوں سر قلم کربلا میں
ولایت ہے صدقے کرامت ہے قرباں
ہے سبط شفیع الامم کربلا میں

نبی و علی فاطمہ اور حسن ہیں
کھڑے ایک صف میں ہم کربلا میں
جسے دیکھنا ہو وہ آج آکے دیکھے
امامت کا جاہ و حشم کربلا میں
حسین آگئے پشت زیں سے زمیں پر
گرا قبلۂ محترم کربلا میں
نبی جس لب پاک کو چومتے تھے
اب آیا ہی لب پہ دم کربلا میں
نواسے کی صورت ہی نانا کا چہرا
ہے صلے علیٰ دم بدم کربلا میں
نثار ان پہ کرتے یہ جان ہم بھی مظفر
جو ہوتے خدا کی قسم کربلا میں

مُرشد کا فیضان (بموقعہ عرسِ ربّانی)

عرسِ پاکِ شہِ عبدالرّب آگیا ربّ نے چاہا تو ہر فکر ٹل جائے گی
جوش پر اپنے مرشد کا فیضان ہے آج ہر دل کی حسرت نکل جائے گی
دُور ہوں گی ہر اک شخص کی مشکلیں اور بر آئیں گی دل کی سب حاجتیں
اک نگاہِ کرم ان کی اٹھنے تو دو غم کے ماروں کی قسمت بدل جائے گی
ہم کو کیا غم ہو اغیار و اشرار کا ہر جگہ ساتھ ہے اپنے سرکار کا
لاکھ طوفاں اٹھیں اور بگڑے ہوا اپنی کشتی بھنور سے نکل جائے گی
اولیا سے جسے کوئی الفت نہیں اس کے دل میں نبی کی محبت نہیں
بزمِ عشقِ نبی پہلے سجنے تو دو، خود بخود شمعِ توحید جل جائے گی
دل پہ ہو خواہ کتنا ہی بارِ الم دُور ہو جائیں گے پل میں سب رنج و غم
ذکر چھیڑو ذرا میرے سرکار کا گرتے گرتے طبیعت سنبھل جائے گی
دل میں ہر دم تصور رہے شیخ کا، ہر عبادت میں ہوتی رہے اقتدا
ایسی صورت بھی پھر ایک دن دیکھنا اپنے مرشد کے سانچے میں ڈھل جائے گی
منکرِ اولیا خود ہی برباد ہے، ربّ کے پیارے کا دربار آباد ہے
فیض ہوگا زمانے کو مظہر جہاں ساری دنیا وہاں سر کے بل جائے گی

اُلفت کا ثمر

سالکانِ عشق تو ان کی نظر دیکھا کیے
وہ سوئے منزل نشانِ رہ گزر دیکھا کیے

ہائے رے بے دردیِ دل ہائے بے مہریِ چشم
دن دہاڑے لُٹ گیا عاشق کا گھر دیکھا کیے

بے ارادہ لڑ گئیں آنکھیں جو حسن و عشق کی
وحشت و خفت کا منظر چارہ گر دیکھا کیے

ہو گئی آخر نگاہِ قہر بھی چشمِ کرم
عشق کی فریاد کا ہم یہ اثر دیکھا کیے

ہچکیاں لیتے ہوئے عشاق آخر چل بسے
مرنے والوں کا وہ اندازِ سفر دیکھا کیے

ان کو پا کر میں جو کھو بیٹھا سرِ آدابِ حسن
چشمِ حیرت سے مجھے دیوار و در دیکھا کیے

دار پر چڑھ کر کہا یہ حضرتِ منصور نے
یوں ملا کرتا ہے اُلفت کا ثمر دیکھا کیے

دیکھتے تھے دونوں اک جانب مگر حسنِ نصیب
وہ سوادِ سنگ" ہم تابِ گہر" دیکھا کیے

عارضِ تاباں سے مظہر زلف کی وہ شوخیاں
ٹکٹکی باندھے ہوئے شمس و قمر دیکھا کیے

مصطفےٰ کے چمن (مجاہدین فلسطین)

کانپور میں مجاہدین فلسطین کا ایک سہ رکنی وفد آیا تھا جس کا استقبال نہ صرف مسلمانان کانپور نے بلکہ پورے صوبۂ اترپردیش کے مسلم وغیر مسلم نے نہایت گرم جوشی سے کیا اور ہر ہر مقام کے مسلمانوں نے بڑی بڑی رقوم امداد مجاہدین کے لیے اس وفد کو پیش کیں اسی موقعہ پر یہ نظم لکھی گئی، جو ملک کے موقر ڈیلی اخبارات نے نمایاں طور پر شائع کی۔

نہ انھیں سفر میں سکون ہے نہ قرار ان کو وطن میں ہے
جو اسیر زلف رسول ہیں انھیں لطف دار و رسن میں ہے
نہ بلندیوں میں زمین کی نہ فراز چرخ کہن میں ہے
وہ کمالِ عزم جو سرفروش کی ضرب کفر شکن میں ہے

یہی قتل و خون کے معرکوں میں حیاتِ قوم کا راز ہے
کہ قیام امن کی ہر سبیل حصارِ رنج و محن میں ہے

نہ نظر ملائے گا آسماں" نہ جھکا سکے گا انھیں جہاں"
ابھی غازیانِ سلف کا خون مجاہدوں کے بدن میں ہے

نہ گلوں کے جامۂ چاک میں نہ عروس کے لبِ پاک میں
وہ کشش جو غازیٔ دین کے کسی زخمِ سرخ دہن میں ہے

نہ وہ مشک و عنبر و عود میں نہ وہ عطر و گل کے وجود میں
بوئے حرّیت کی مہک لہک جو شہیدِ حق کے کفن میں ہے

کہیں آگ مسجدِ قدس کی نہ جلا دے سارے جہان کو
کہ زمیں سے عرش کا راستہ اسی ارضِ خیر مدُن میں ہے

یہ نشانِ فتحِ مجاھدین اٹھا ہے وسطِ زمیں سے
عرب و عجم کا جلال پرچمِ حق کی ایک شکن میں ہے

نہ غرور میں کوئی جذب ہے" نہ خوشامدوں میں کوئی کشش
جو دلوں کو سب کے خرید لے وہ وقارِ خلقِ حسن میں ہے

نہ ہے باغِ ہشت جناں میں نہ ریاضِ کون و مکاں میں
جو بہار کیف و سرور کی مرے مصطفےٰ کے چمن میں ہے

ہے کلامِ مظہرِ ناتواں کہ دل کباب کا ہے دھواں
نہ وہ سوزِ برقِ تپاں میں ہے نہ شرارِ شعلہ فگن میں ہے

رُخِ گلگونِ یار

جرأت تو دیکھئے ذرا مشتِ غبار کی
بندہ نے جانشینیٔ پروردگار کی

میری نظر میں کیا ہو حقیقت بہار کی
ہر لمحہ سیر ہے رُخِ گلگونِ یار کی

حاجت نہیں مجھے کسی آئینہ دار کی
ہر چیز جلوہ گاہ ہے روئے نگار کی

لبِ آتشیں" صباحتِ رخسارِ ضوفشاں
تشکیلِ نو رونا رہے تصویرِ یار کی

اس دور کے حسینوں کی حالت نہ پوچھئے
مٹی خراب کردی ہر اس خاکسار کی

جب وصل کی دُعا میں نہ دیکھا کوئی اثر
اَب مانگتے ہیں دوست دُعا ہجرِ یار کی

مظہرؔ لحد میں بھی ہے کسی کو کچھ انتظار
لو تھرتھرا رہی ہے چراغِ مزار کی

تکمیل بھی ہے اتمام بھی ہے

(تعلیم کی تکمیل پر شادی کی تقریب)

ہم جلوۂ رخسارِ انور
وہ گیسوئے عنبر فام بھی ہے
تنویرِ سحر کے پردے میں
تشکیلِ سوادِ شام بھی ہے
دستارِ فضیلت ہے سر پر
رخ پر ہیں بہاریں سہرے کی
اکرامِ خدا انعامِ نبیؐ
تکمیل بھی ہے اتمام بھی ہے

عاشقِ بدنام

اَب نہ چلمن سے غرض" مطلب نہ مجھ کو بام سے
دیکھتا ہوں تجھ کو ہی ہر گوشۂ گمنام سے

ہے بیاضِ صبح مستکمل سوادِ شام سے
حسنِ عارض ہے دوبالا" زلفِ عنبر فام سے

طائرِ دل ان کی زلفوں میں اُلجھ کر رہ گیا
صید کو بھی انسیت ہے حلقہائے دام سے

اپنا اقرارِ وفا ہی وجہِ زحمت بن گیا
دشمنی ہے بے مروّت کو وفا کے نام سے

شکوۂ بے اعتنائی سے شکایت ہے انھیں
توڑتے ہیں وہ مرے الزام کو الزام سے

ان کا فرمانا کہ مجھ کو بھی تمھاری یاد ہے
کٹ رہی ہیں ہجر کی گھڑیاں بڑے آرام سے

تو ہی ہے تمہیدِ عالم تجھ سے عالم کا وجود
ہر عمل کی ابتدا کرتا ہوں تیرے نام سے

خود بھی رسوا ہو گیا تم کو بھی رسوا کر دیا
اور کیا ہو گا بھلا اس عاشقِ بدنام سے

دیدِ جاناں سے نظر میں بُت کے سکتہ آگیا
دیکھ مظہر ان کے جلوے دیدۂ اصنام سے

ا۔ تضمین ہے ۱۲

ہمتِ مردانہ نہیں ہے

ساقی نہیں" یا جام" کہ میخانہ نہیں ہے
سب کچھ ہے مگر امیزشِ رندانہ نہیں ہے

ہے گل کی جدائی میں وہی نالۂ بلبل
کیا شمع پہ شیدا دلِ پروانہ نہیں ہے

اخلاق سے دشمن کو بھی جو کلمہ پڑھا لے
صدیق کی وہ شانِ رحیمانہ نہیں ہے

شاہانِ جہاں کانپ اٹھیں نام سے جس کے
فاروق کی وہ ہیبتِ سلطانہ نہیں ہے

شرمائیں فرشتے بھی جس اندازِ حیا سے
مسلم میں وہ اب غیرتِ عثمانہ نہیں ہے

دروازۂ خیبر کو جو بازو پہ اٹھا لے
وہ زورِ علی حملۂ شیرانہ نہیں ہے

وہ صدق" وہ ہیبت ہے نہ وہ زور وہ غیرت
کیا غم ہے اگر تختِ سلیمانہ نہیں ہے

بھرپور ہے ہر عضو سے یہ جسم ہمارا
سینہ میں مگر وہ دلِ دیوانہ نہیں ہے

اللہ کے بندے ہیں مگر موت کا ڈر ہے
ہیں مرد مگر ہمتِ مردانہ نہیں ہے

اس غم کے ترانہ کا ہے حاصل یہی مظہر
مسلم ہیں مگر شانِ مسلمانہ نہیں ہے

بشر کو چاہئے ہر دم خُدا سے ڈر کے چلے

کوئی برا تو کوئی نیک کام کر کے چلے
سرائے موت ہے دنیا جو آئے مر کے چلے

گل و ثمر کے چلے لعل اور گہر کے چلے
فنا کی سمت سبھی کارواں سفر کے چلے

لٹا کے قبر میں سب ہی نے ساتھ چھوڑ دیا
اٹھا کے لائے تھے کاندھوں پہ دفن کر کے چلے

کہیں نہ جانے کا جو عہد کر کے بیٹھے تھے
قضا جو آئی تو وہ بھی اک آہ بھر کے چلے

یقین ہو گیا مرنا ہمیں ضروری ہے
عدم کی راہ میں جب لوگ اپنے گھر کے چلے

جو رسم شادی میں اوروں کی گود بھرتے تھے
وہ آج گورِ غریباں کی گود بھر کے چلے

وہاں پہونچ گیا راہی جہاں سے کوئی بھی
نہ آسکا ہے نہ پیغام نامہ بر کے چلے

ہے چل چلاؤ ہر اک کا سبھی کو جانا ہے
کبھی ادھر تو کبھی قافلے ادھر کے چلے

ہے موت سامنے لوگوں کے پھر بھی غفلت ہے
بشر کو چاہئے ہر دم خدا سے ڈر کے چلے

وہ جانے والا بڑا خوش نصیب ہے مظہر
جو خود کو سارے گناہوں سے پاک کر کے چلے

دیدۂ بینا کوئی نہیں

معشوق گو ہزار ہیں" تم سا کوئی نہیں
جلوے ہیں لاکھ طور کا جلوہ کوئی نہیں

موجود ہیں جہان میں عشاق بے شمار
فرہاد سا تو چاہنے والا کوئی نہیں

ویسے بہت ہیں طالبِ دیدارِ حسنِ یار
مجنوں کی طرح عاشق و شیدا کوئی نہیں

یوسف جمال سیکڑوں کہلا رہے ہیں آج
یوسف سا آج تک ہوا پیدا کوئی نہیں

دنیا میں دفعِ سحر کے عامل ہیں سیکڑوں
موسیٰ مگر نہیں یدِ بیضا کوئی نہیں

کہنے کو گو مسیحِ زماں بن گئے طبیب
واللہ مثلِ حضرت عیسیٰ کوئی نہیں

اک اک سے بڑھ کے سیکڑوں گزرے ہیں انبیاء
پر آمنہ کے لال کا ہمتا کوئی نہیں

سر سبز ہو گئے عاصیو طیبہ میں آن کر
دنیا میں اور گنبدِ خضریٰ کوئی نہیں

جلوے ہیں ذاتِ قدس کے ہر چیز سے عیاں
مظہرؔ جہاں میں دیدۂ بینا کوئی نہیں

جلتی رہیں لاکھوں شمعیں

آئے بھی گئے بھی وہ لیکن کچھ درد کا درماں کر نہ سکے
اس دل کا بُرا ہو ان سے بیاں ہم حالِ پریشاں کر نہ سکے

فرقت کی اندھیری راتوں میں تارے بھی چراغاں کر نہ سکے
جلتی رہیں لاکھوں شمعیں مگر اس دل کو درخشاں کر نہ سکے

روتا ہے اب اپنی قسمت کو نادان محبّت ہی کیوں کی
کیوں ہاتھ ہی ڈالے پھر اس میں جس کام کو انساں کر نہ سکے

حسرت سے انھیں تکتے ہی رہے وہ ساتھ ہمارا چھوڑ گئے
ارمان بہت سے تھے دل میں پر اپنے نمایاں کر نہ سکے

کیا ہوگا علاجِ دل تیرا بیمار خدا ہی حافظ ہے انکو
جب دردِ محبّت کا درماں وہ عیسیٰ دوراں کر نہ سکے

بیمارِ محبّت مر بھی گئے اُلفت کا مداوا ہو نہ سکا
اک لمحہ بھی دُور اپنے دل سے دردِ غمِ جاناں کر نہ سکے

مرنے کا نہیں کچھ غم مجھ کو رونا ہے تو اس کا ہے مظہر
اک بار بھی اپنے دل بر سے عرضِ غمِ پنہاں کر نہ سکے

طلوعِ ماہِ رمضاں

لو مبارک ہو! طلوعِ ماہِ رمضاں ہو گیا
مژدہ باد اے عاصیو" بخشش کا ساماں ہو گیا

پھر افق پر جلوہ گر خورشیدِ تاباں ہو گیا
ذرّہ ذرّہ مطلعِ انوارِ یزداں ہو گیا

پھر بہاریں لوٹتی ہیں دامنِ اسلام پر
پھول رمضاں کا کھلا عالم گلستاں ہو گیا

چل رہی ہے کیسی اٹھلاتی ہوئی بادِ صبا
پھر شگفتہ" شادماں" گھر گھر مسلماں ہو گیا

کھل گئے جنت کے دروازے مسلماں کے لیے
بند پھر اک ماہ کو دوزخ میں شیطاں ہو گیا

ساقیٔ رمضاں نے اس انداز سے ڈالی نظر
سینۂ مظہر ظہورِ نظمِ قرآں ہو گیا

رمضاں کے کیا خوب نظارے

دیکھو مہِ رمضاں کے کیا خوب نظارے ہیں
جاگو کہ سحر والے مشتاق تمہارے ہیں

مشتاق ملائک ہیں مسلم کی زیارت کے
رضوان بھی شائق ہے دروازہ پہ جنت کے
حوروں کی نگاہوں میں پُر کیف اشارے ہیں
دیکھو مہِ رمضاں کے کیا خوب نظارے ہیں

پہلے سے کہیں زیادہ لذّت ہی عبادت میں
سجدوں میں حلاوت ہی اور کیف تلاوت میں
فردوسِ نظر ہر دم قرآں کے سپارے ہیں
دیکھو مہِ رمضاں کے کیا خوب نظارے ہیں

اکرام کی بارش ہے ملّت کی فضاؤں پر
انوار مچلتے ھیں مسلم کی اداؤں پر

۱؎ بطرز "ہم دَرد کا افسانہ دنیا کو سُنا دیں گے"

اُڑتے ہوئے ہر جانب رحمت کے غبارے ہیں
دیکھو مہِ رمضاں کے کیا خوب نظارے ہیں
جذبات اطاعت پر آثار جوانی ھیں
بلبل کی زباں پر بھی نغماتِ قرآنی ہیں
پھر شعلہ فگن دل میں مذہب کے شرارے ہیں
دیکھو مہِ رمضاں کے کیا خوب نظارے ہیں
اشعار ہیں مظہرؔ کے صائم کے جگانے کو
کافی ہیں یہ دو نغمے اک حشر اُٹھانے کو
اخلاص کے دو سجدے بخشش کے سہارے ہیں
دیکھو مہِ رمضاں کے کیا خوب نظارے ہیں

مہِ صیام

دلوں میں نور ہے زبان پر خدا کا نام ہے
افق پہ جلوہ گر بصد حشم مہِ صیام ہے
نفس نفس میں مستیاں قدم قدم بہار ہے
نظر نظر میں مومنوں کے دین کا خمار ہے
لبوں پہ آج پھر خدائے پاک کا کلام ہے
دلوں میں نور ہے زبان پر خدا کا نام ہے
رکوع میں، سجود میں، قعود میں، قیام میں
سب ایک ساتھ ہیں نہیں ہے فرق خاص و عام میں
خدا کی بارگاہ میں سبھوں کا اک مقام ہے
دلوں میں نور ہے زبان پر خدا کا نام ہے
درود میں نشاط ہے، صلوٰۃ میں سرور ہے
چمن چمن بہار ہے، جناں جناں میں حور ہے
خصوصیت کوئی نہیں خدا کا فیض عام ہے
دلوں میں نور ہے زبان پر خدا کا نام ہے
وہ خوش نصیب ہیں جنھیں عبادتوں کا شوق ہے
کلام حق سے عشق ہے تلاوتوں کا ذوق ہے
جو بے عمل ہے مظہر اس کو دور سے سلام ہے
دلوں میں نور ہے زبان پر خدا کا نام ہے

۱۔ طرز: وطن کی راہ میں وطن کے نوجواں شہید ہو

ماہِ رمضاں الوداع

الوداع الوداع، الوداع الوداع

الوداع الوداع ماہِ رمضاں الوداع ماہِ ذیشاں الوداع
لطفِ یزداں الوداع فضلِ رحماں الوداع

روحِ قرآں الوداع جانِ ایماں الوداع پیارے مہماں الوداع
دین کا پیارا چلا رب کا دلارا چلا

آنکھ کا تارہ چلا دل کا سہارا چلا لطف ہمارا چلا
حورِ جناں کا نکھار گلشنِ فطرت کا ہار

ذوقِ نظر کا خمار رحمتِ پروردگار چل دیا ماہِ بہار
تابِ گہر چل بسا، نورِ قمر چل بسا

راحتِ قلب و جگر خلدِ نظر چل بسا لطفِ سحر چل بسا
رحمتِ خیر الانام بخششِ ربُّ الکرام

جس کی ہر اک صبح و شام مغفرتِ خاص و عام چل دیا ماہِ صیام
ماہِ منوّر چلا دیدہ اختر چلا

راحتِ مظہر چلا رحمتِ داور چلا دل کو حزیں کر چلا

ہماری عید کا دن

مسلماں شاد ہیں حمد و ثنا تحمید کا دن ہے
بہار آئی ہے گلشن میں ہماری عید کا دن ہے

نئے کپڑے بدل کر سوئے مسجد ہیں رواں مسلم
چلے اللہ کے گھر کو خدا کے میہماں مسلم
شگفتہ شادماں مسرور خوش دل کامراں مسلم
ریاض عید میں یوں نغمہ زن ہیں نوجواں مسلم

مسلماں شاد ہیں حمد و ثنا تحمید کا دن ہے
بہار آئی ہے گلشن میں ہماری عید کا دن ہے

نگاہیں چومتی ہیں پھر جہاں کے نظاروں کو
نقیب عید؟ مژدہ دے رہا ہے روزہ داروں کو
سناتی پھر رہی ہیں بلبلیں یہ مرغزاروں کو
ہوا ہے حکم یہ اعلان کرنے کا بہاروں کو

مُسلماں شاد ہیں حمد و ثنا تحمید کا دن ہے
بہار آئی ہے گلشن میں ہماری عید کا دن ہے

مُبارکباد کے ہر سمت نغمے گائے جاتے ہیں
ہلالِ عید تاباں ہے ستارے جھلملاتے ہیں
ترانے مرحبا کے اہل محفل گنگناتے ہیں
انھیں مظہر کے ہم اشعار پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں

مُسلماں شاد ہیں حمد و ثنا تحمید کا دن ہے
بہار آئی ہے گلشن میں ہماری عید کا دن ہے

عروسِ ناز کی گردن کا ہار ہے سہرا

امینِ رازِ دلِ بے قرار ہے سہرا
کشودِ کارِ سکون و قرار ہے سہرا

چمن میں صورتِ رنگِ بہار ہے سہرا
جہاں میں عشرتِ لیل و نہار ہے سہرا

اُبل رہے ہیں دلوں میں خوشی کے سرچشمے
سُرور و کیف کا ایک آبشار ہے سہرا

نظر لگے نہ کسی بد نظر کی نوشہ کو
رُخ و جبیں کا یوں پردہ دار ہے سہرا

یہ سہرا مطلعِ ہر آرزوئے نوشہ ہے
عروسِ ناز کی گردن کا ہار ہے سہرا

دلوں میں دیکھ کے گرمی ہو آنکھ میں ٹھنڈک
عجیب ملتقیٔ نور و نار ہے سہرا

مری نگاہ میں سہرا بہارِ گلشن ہے
مگر نگاہِ مخالف میں خار ہے سہرا

فراق و ہجر کی گھڑیاں تمام ہوتی ہیں
مثالِ ماہِ وصال آشکار ہے سہرا

مرے کلام کو مظفر ہوائے داد نہیں
سخن نواز مرا وجد بار ہے سہرا

متفرّقات

نہ ہم ہوں گے نہ تم ہوگے نہ اپنی یاد ہی ہوگی
ہمارے دَور کی ہر شکل ہر شئے مٹ چکی ہوگی

جو مشہور آج ہیں نام و نشاں مٹ جائیگا انکا
نئی خلقت نیا ماحول ہر صُورت نئی ہوگی

ہمیشہ سے یہی دستور ہے اس دارِ فانی کا
جو پَیدا ہوگیا ہے اس کی اک دن موت بھی ہوگی

ذرّہ ذرّہ مل گیا دامان صحرا بن گیا
قطرہ قطرہ جمع ہو کر ایک دریا بن گیا

تجھے جو مانگنا ہو مانگ لے دربارِ قدرت سے
ہما کی شہ پری یا زاغ کی کوتاہ پروازی

الفاظ ہیں کچھ" طرزِ سخن اور ہی کچھ ہے
چلنا ہے الگ" چال چلن اور ہی کچھ ہے
فیشن ہے جدا خلق حسن اور ہی کچھ ہے
میم اور ہے" مشرق کی دلہن اور ہی کچھ ہے

ہر پیکرِ نسواں جسدِ حور نہیں ہے
ہر کوہ بیاباں جبلِ طور نہیں ہے

ہنگامۂ بے اصل کو محشر نہیں کہتے
عاقل کبھی چشمہ کو سمندر نہیں کہتے
ہر فوج کے افسر کو سکندر نہیں کہتے
پتھر جو مصطفٰے ہو تو گوہر نہیں کہتے

ہر رہنما ملّت کا سہارا نہیں ہوتا
جگنو جو چمکتا ہے ستارا نہیں ہوتا
بے وجہ کوئی حسن پہ مائل نہیں ہوتا
دل سینہ کے اندر یونہی بسمل نہیں ہوتا
ہر ریت کا ٹیلہ کبھی ساحل نہیں ہوتا
ہر سنگ نشانِ رہ منزل نہیں ہوتا
ہر آہ شرف یابِ اثر ہو نہیں جاتی
پانی کی ہر اک بوند گہر ہو نہیں جاتی

تو اگر باغ میں آجائے تو ویراں ہو جائے
وہ قدم دشت میں رکھ دیں تو گلستاں ہو جائے
میں جس کو ظلم سمجھتا ہوں ان کا پیار نہ ہو
خزاں کی شکل میں مظہر کہیں بہار نہ ہو

کسے معلوم تن سے روح کب پرواز کر جائے
ابھی موقع ہے کر لے انتظامِ آخرت اپنا

مصیبت ٹال دیتی ہے دعا روشن ضمیروں کی
بڑھا دیتی ہے عظمت بادشاہوں سے فقیروں کی


Syed Ghufran Rabbani mazhari